UNIVERSITY OF DELHI
निष्ठा धृति सत्यम्

DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. V2 516,4 . M57 168N25,1

Ac. No. E 3272

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 0.6 nP will be charged for each day the book is kept overtime

اردو تاج

تاریخ غدر دہلی کا تیسرا حصہ

محاصرۂ دہلی کے خطوط

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

جولائی سنہ ۱۹۴۰ء میں چوتھی بار
حسین نظامی نے منادی بک ایجنسی دہلی کے لئے
عبارت کی اصلاح کے
بعد چھپوائے اور شائع کئے

چوتھا ایڈیشن قیمت ۸ آنے

۷۸۶ ہوالکل یامعین

غدر دہلی کے افسانوں کا تیسرا حصّہ

محاصرۂ دہلی کے خطوط

جن کا

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی نے

انگریزی سے ترجمہ کرایا

ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۴۰ء

ابن عربی کارکن حلقہ مشائخ دہلی نے

چھپوا کر شائع کیا

بار چہارم قیمت ۱۲؍

دیباچہ طبع چہارم

یہ رسالہ پہلی مرتبہ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں طبع ہوا تھا پھر اگست ۱۹۲۲ء میں دوبارہ اور اپریل ۱۹۲۵ء میں تیسری بار اور اب اپریل ۱۹۴۰ء میں چوتھی مرتبہ شائع ہوتا ہے اب تک بارہ حصے غدر دہلی کے شائع ہو چکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا حصہ بیگمات کے آنسو۔ قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے (عہ)
دوسرا حصہ۔ انگریزوں کی بپتا۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)
تیسرا حصہ محاصرۂ دہلی کے خطوط۔ قیمت چار آنے (۴ر)
چوتھا حصہ بہادر شاہ کا مقدمہ۔ قیمت دو روپے (عگار)
پانچواں حصہ گرفتار شدہ خطوط۔ قیمت ایکروپیہ چار آنہ (عہر)
چھٹا حصہ۔ غدر دہلی کے اخبار۔ قیمت چار آنہ (۴ر)
ساتواں حصہ غالب کا روزنامچہ قیمت بارہ آنہ (۱۲ر)
آٹھواں حصہ۔ دہلی کی جان کنی۔ قیمت ایکروپیہ (عہر)
نواں حصہ۔ بہادر شاہ کا روزنامچہ (دہلی کا آخری سانس) قیمت عہر
دسواں حصہ۔ غدر کی صبح و شام۔ قیمت عہر
گیارہواں حصہ۔ آخری شمع۔ قیمت عہر
بارہواں حصہ۔ غدر کا نتیجہ۔ قیمت ۸ر

حسن نظامی

۷۸۶ ہو الکل یا معین

محاصرہ غدر دہلی کے خطوط

حصہ سوئم بسلسلہ تاریخ غدر ۱۸۵۷ء

ذیل میں ان خطوط کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو غدر دہلی ۱۸۵۷ء کے محاصرہ کے وقت انگریزی افسران فوج نے مسٹر جارج کارنک بارنس کے نام بھیجے تھے، مسٹر بارنس اس زمانہ میں دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے،

ان خطوط سے غدر دہلی اور محاصرہ دہلی کے حالات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے اور دہلی کی تاریخی یادداشت رکھنے کا جن لوگوں کو شوق ہے ان کو ان خطوط میں پوری دلچسپی کی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے،

جس طرح دہلی کے انگریز افسروں کو اس کے پایۂ تخت مقرر ہونے کے بعد سے رات دن یہ خیال رہتا ہے کہ دہلی ہر اعتبار سے آراستہ شہر ثابت ہو اسی طرح باشندگانِ دہلی پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے شہر کی ترقی میں حصہ لیں۔

شہروں کی ترقیاں صاف اور کشادہ سڑکوں سے، پختہ۔ شاندار اور خوبصورت عمارتوں سے، ہرے بھرے دلکشا باغوں اور پارکوں سے، اچھے اور وسیع کتب خانوں سے، اور باشندوں کی تجارتی۔ صنعتی اور علمی فروغ سے معلوم ہوا کرتی ہیں۔

۱۹۱۱ء میں حضور شہنشاہ معظم کنگ جارج کے اعلان دربار نے دہلی کو برٹش ہندوستان کا پایہ تخت قرار دیا تھا۔ اسی وقت سے تمام انگریز افسرانِ دہلی اس شہر کی آرائش و درستی میں مصروف نظر آتے ہیں، خصوصاً آنریبل مسٹر ہیلی سابق چیف کمشنر دہلی کو دہلی کی ترقیوں کا بہت خیال رہتا تھا، اور ان کے عہد میں دہلی کی سڑکوں اور عمارات ہی نے ترقی

نہیں کی بلکہ علمی شاغلوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہونے لگا، چنانچہ ہارڈنگ لائبریری کا قیام اور اس کی افزونی آنریبل موصوف ہی کے زمانہ میں ہوئی، اور لال قلعہ دہلی میں تاریخی عجائبات کا ذخیرہ مہیا کیا گیا، اور آنریبل موصوف کی بلیغ نظروں نے ایک بہت ہونہار اور لائق نوجوان مسٹر ظفر حسن بی. اے کو ان عجائب آثار قدیم کا نگراں مقرر کیا، مسٹر ظفر حسن علوم قدیم کے ماہر اور بڑی گہری جستجو سے علمی باتوں کو فراہم کرنے والے ثابت ہوئے اور قلعہ دہلی کے عجائب خانہ میں تاریخی نایاب اشیاء کا ایک معقول سرمایہ جمع ہو گیا۔

اسی زمانہ میں جب کہ مسٹر ہیلی دہلی کے چیف کمشنر تھے میں نے دہلی کی ایک مختصر گائڈ لکھی اور مسٹر ہیلی نے اس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد ہی مسٹر ہیلی نے جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف جناب شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم سے دہلی کی ایک مفصل و بسوط تاریخ لکھنے کی فرمایش کی اور مولانا نے کمال محنت و تلاش سے اس کو مرتب فرمایا جو آجکل فروخت ہو رہی ہے اور دہلی کی سب سے بڑی یادداشت تاریخی اس کتاب میں فراہم ہوئی ہے۔

جب مسٹر ہیرن چیف کمشنر مقرر ہوئے تو دہلی کی ترقی کا پہلے سے بھی زیادہ اہتمام ہوا! کیوں کہ ان کو بھی اس شہر کی ناموری اور عزت و ترقی کا بہت خیال رہا، پس ایسی حالت میں باشندگان دہلی کو بھی اپنے شہر اور اپنے حکام کی مدد میں حصہ لینا ضروری ہے چنانچہ میں نے اسی نیت سے ارادہ کیا ہے کہ دہلی کی تاریخی باتوں کو اردو زبان میں جمع کر کے شائع کروں اور اپنے ناموَر شہر کی تاریخی چیز کو منظر شہرت پر لاؤں۔

محاصرۂ دہلی کے ان خطوط کی اشاعت اسی مقصد کے ماتحت تصور کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ کو میں اس مختصر رسالہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا، بلکہ غدر دہلی کے تمام تاریخی حالات کو ایک ایک کر کے رفتہ رفتہ شائع کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ ان خطوط کے بعد بہادر شاہ کا مقدمہ اور وہ خط و کتابت شائع کیجائے گی جو غدر کے باغیوں یا دہلی کی رعایا یا بہادر شاہ کے لڑکوں اور بہادر شاہ کے درمیان ہوئی۔

• یہ چیز بھی دہلی کی تاریخ میں ایک دلچسپ اضافہ مانی جائیگی اس کے بعد خدا کو منظور ہے تو اسی طرح مسلسل اپنے شہر کی علمی ترقیوں میں اپنی فرصت و لیاقت کی موافق کام کرنا اپنا فرض سمجھوں گا۔

اہل دہلی سے التماس

اپنے شہر والوں سے یہ التماس کرنے کا مجھے حق حاصل ہے کہ ان میں کا ہر شخص دہلی کی عزت اور ترقی کا خیال کرے۔

صفائی کی ضرورت:۔ ہم کو صفائی کے معاملہ میں میونسپل کمیٹی اور حفظان صحت کے افسروں ہی کی امداد پر حصر نہ رکھنا چاہیئے، بلکہ ہر باشندۂ دہلی خود اپنے گھر اور اپنی دوکان کی صفائی کا خیال رکھے اور سڑکوں اور بازاروں کی صورت ایسی آئینہ کی طرح شفاف نظر آئے کہ سیاحوں کو دہلی پر طعن کرنے کا موقع نہ ملے۔

کمیٹی ترقی دہلی کے نام سے باشندگان شہر کی ایک انجمن قائم ہو جو اتوار کے اتوار جلسہ کیا کرے اور دہلی کی ضروریات ترقی پر غور کر کے ہر شخص ایک ایک کام اپنے ذمہ لیلے (۱) مسافروں سے اچھا برتاؤ کرنے کا انتظام ہو (۲) مسافروں کو اچھا کھانا مہیا کرنے کی دوکانیں کھلیں، اور جہاں خراب کھانا فروخت ہوتا ہو اس کی شکایت میونسپل کمیٹی سے کیجائے (۳) اچھی سواریاں مہیا کیجائیں جن سے شہر کی رونق اور عزت بڑھے (۴) سراؤں اور ہوٹلوں کی نگرانی ہو، تاکہ وہاں مسافروں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ ہونے پائے جس سے دہلی بدنام ہو اور سیاح دہلی کی نسبت برا خیال دل میں لیکر جائیں (۵) جگہ جگہ کتبخانے قایم ہوں (۶) جو نامور شخص دہلی میں آئے اس کی قدر و منزلت و خیر مقدم کا بند و بست ہوا کرے۔ تاکہ وہ شہر کی زندگی کا خیال دل میں لیکر جائے (۷) شہر کے میلوں اور تفریحی جلسوں کو اصلی شان سے زندہ کیا جائے (۸) قدیمی کھانے پکانیوالوں کی ہمت افزائی ہو (۹) دہلی کے قدیمی کھیل اصلاحی شان سے زندہ کیے جائیں

غرض اس قسم کے ہزاروں کام ہیں جو ترقی دہلی کی کمیٹی کر سکتی ہے۔ میں نے اس کتاب

میں سرسری اشارہ کردیا ہے۔تاکہ حکام دہلی اور باشندگان دہلی اپنا فرض پہچانیں۔

خطوط محاصرۂ دہلی پر ایک نظر

اب میں ان خطوط پر ایک نظر ڈالنی چاہتا ہوں۔ان خطوط میں بظاہر کوئی خاص بات نہیں معلوم ہوتی۔اور غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ شاید ان کے اندر کی کچھ باتیں کم کردی گئی ہیں یعنی اصلی قلمی خطوط میں اس مطبوعہ عبارت کے سوا کچھ اور مضمون بھی ہوگا۔جو عوام کے قابل نہ سمجھ کر قلم زن کردیا گیا۔

یہ خط ایک ہولناک وقت کی یادگار ہیں۔جبکہ ۱۸۵۷ء کے غدر نے انگریزوں اور ان کی باغی فوجوں کو تہلکہ میں ڈال دیا تھا۔یہ تہلکہ حکام انگریزی اور ان کی افواج تک محدود نہ تھا بلکہ رعایا پر بھی اس کا اثر پڑا تھا۔رعیت کے جو افراد غدر میں شریک ہوگئے تھے ان کو تو یہ خوف تھا کہ دیکھئے اگر ہم کامیاب نہ ہوئے اور انگریزوں کا دوبارہ غلبہ ہوگیا تو ہم کو کیسی کیسی سزائیں دیجائیں گی اور جو لوگ شریک بغاوت نہ ہوئے تھے ان کو غارت پیشہ لیٹروں کا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا۔جنہوں نے سارے ملک میں آفت مچا رکھی تھی۔ابتدائی خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔کہ انگریز بھی اس وقت امید و بیم کی حالت میں تھے اور ان کو اپنی فتحیابی کا پورا یقین نہ ہوسکتا تھا۔ایک خط سے مترشح ہوتا ہے کہ کسی شخص نے دہلی کی فصیلوں کو بودا اور کمزور سمجھ کر محاصرہ کرنیوالی انگریزی فوج پر طعن کیا تھا کہ اس نے اب تک دہلی کو کیوں فتح نہ کرلیا۔لیکن محاصرہ کی فوج کے افسر ہی جانتے تھے کہ دہلی کی فصیل بودی ثابت نہ ہوئی اور اس نے فیل سے زیادہ توپوں کا مقابلہ کیا

ہر شخص جو ان خطوط کو پڑھے گا انگریز افسروں کی ہمت کا قائل ہوجائیگا۔انہوں نے کثیر توپوں اور بے شمار باغی فوجوں کا مقابلہ کیا۔اور ہمت نہ ہاری۔اگر وہ بغاوت کی عام حالت کو دیکھ کر گھبرا جاتے اور انتظام نہ کرتے تو ایک انگریز بھی ہندوستان میں زندہ نہ بچتا۔ان خطوط سے انگریزوں کی دلیرانہ خصلت کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ کمی تعداد،کمی اسلحہ کی رسد اور کمی وفاداری

سے ذرا نہ گھبرائیے اور آخر تک مستقل مزاج بنے رہے۔ اور یہی چیز تھی جس نے ان کو آخر کو فتحیاب کر دیا۔

یہ خطوط اس تاریخی نکتہ کو بھی ظاہر کرتے ہیں جو انگریزوں کے دوبارہ قبضۂ ہندوستان کا راز ہیں۔ اور وہ صرف یہی ہے کہ تمام ملک کے انگریز باوجود خط و کتابت کی مشکلات کے ایک دوسرے کے مشورے سے فائدہ اٹھاتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد حاصل کرتے تھے چنانچہ محاصرۂ دہلی کے انگریز افسروں نے جو وقتاً فوقتاً مسٹر بارنس کو یہ خطوط بھیجے وہ اس بات کی شہادت ہیں کہ ہر انگریز اپنے خیالات مسٹر بارنس پر ظاہر کرتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بارنس کی پوزیشن محاصرہ دہلی کے وقت افواج محاصرہ کو بہت ضروری نظر آئی تھی۔ کیونکہ مسٹر بارنس پر پنجاب کی ریاستوں اور پنجاب کی رعایا کا وفادار رکھنا اور پنجابی ریاستوں سے فوجوں اور سامان کی مدد حاصل کرنا اور محاصرۂ دہلی کی مادی اعانت کرنے کا بوجھ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ محاصرۂ دہلی کا ہر انگریز افسران کو فوجی حالت اور فوجی ضروریات سے آگاہ کرتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر بارنس پر محاصرہ کی افواج سے زیادہ ذمہ واری کی مشکلات کا بار تھا۔ اور وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں ایسے لایق ثابت ہوئے کہ ایک طرف مغربی ریاستیں پنجاب کی وفادار رہیں اور دوسری طرف محاصرۂ دہلی کی افواج کو مسلسل مدد ملتی رہی۔

ان خطوط سے ایک تاریخی قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو دہلی میں بہت مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ دہلی والے حکیم احسن اللہ خان صاحب پر شبہ کرتے ہیں کہ وہ انگریزی افواج کے قلعہ اور بہادر شاہ کے دربار اور شہر دہلی میں جاسوس تھے مگر ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب پر پورا اعتماد انگریزی افسروں کو نہ تھا اور وہ ان کی خیرخواہی پر شبہ کی نظر رکھتے تھے۔

حکیم صاحب نے دہلی اور رعایا کی بہتری اسی میں سمجھی تھی کہ دوبارہ انگریزی تسلط قائم ہو جائے تاکہ باغی فوجوں کے مظالم ختم ہوں۔ اس واسطے ممکن ہے کہ انہوں نے انگریزی افواج کو کچھ مشورے دئے ہوں۔ مگر وہ بہادر شاہ اور دہلی کے غدار ہرگز نہ تھے۔ اور انہوں نے

غالباً ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے دہلی کو نقصان پہنچتا۔

بہادر شاہ کے مقدمہ میں بھی ان کی شہادت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچی اور بے لاگ باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کو نہ انگریزوں کی رعایت منظور ہے نہ بہادر شاہ کی۔ باقی غیب کا علم خدا کو ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے شہر والے کو بدنامی سے بچاؤں۔

سبز پوش عورت۔ مسٹر ہڈسن نے انبالہ کے ڈپٹی کمشنر کو خط لکھتے وقت جس قیدی عورت کا حوالہ دیا ہے اس کی کیفیت اہل دہلی کے لئے تعجب خیز ہونی چاہئے غدر و بغاوت سے مجھکو اور اہل دہلی کو قطعی اتفاق نہیں ہے اور اس لحاظ سے ہم اس سبز پوش عورت کی ذرا بھی تعریف نہیں کرنی چاہتے۔ لیکن اس معاملہ میں ایک دوسرا پہلو بھی غور کرنے کا ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دہلی کی عورت کیسی بہادر تھی۔ جو ہتھیار باندھ کر میدان جنگ میں گئی اور انگریزی فوج نے تسلیم کر لیا کہ وہ اکیلی پانچ مرد سپاہیوں کی برابر ہے۔

گو اس عورت کا کام اچھا نہ سمجھا جائے۔ مگر اس کی ذاتی بہادری اور دلیری پر اہل دہلی فخر کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ان کو فخر کرنا چاہیئے۔

بہادر شاہ کا مقدمہ اور محاصرۂ دہلی کے اندرونی خطوط وغیرہ بھی شائع ہو گئے امید ہے کہ ان خطوط کو دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اکتوبر سنہ ۱۹۱۹

حسن نظامی

مراسلہ نمبر ۱

جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے جارج کارنک ہارنس (جو دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے) کے نام ۱۴ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

از کیمپ بالائے دہلی۔ مورخہ ۱۴ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

میں یہاں سے ابھی تک دہلی کی جانب دیکھ رہا ہوں اور ہر گھڑی مجھے یہ امید ہوتی ہے کہ ہماری توپیں قلعہ کی دیواروں کی توپوں کو خاموش کر سکتی اور مجھے اس قابل بنا سکتی ہیں کہ کامیابی کی معقول امید کیساتھ قریب پہنچکر اس مقام پر قبضہ کرلوں۔ لیکن ان (باغیوں) کی توپوں کی زیادتی میری ہمت پست کئے دیتی ہے۔ پس اب (جیسا کہ واقعہ ہے) میرے سامنے (اور مجھے کسی چیز کا خوف نہیں) سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں کہ میں ایک اچانک اور زبردست حملہ کر دوں۔ مگر ان روشن راتوں میں یہ کام آسان نہیں معلوم ہوتا۔

میں صرف چھ توپوں کا انتظام کر سکا ہوں۔ اور ان کے چلانے والے بھی بالکل ناتجربہ کار ہیں۔ یہ (باغی) حیوان تقریباً ہر روز باہر نکلتے ہیں اور دو دفعہ تو میں نے انہیں خاصی کمی کیساتھ واپس بھیجا۔ لیکن میرے سپاہی بھی ضائع جاتے ہیں۔ اور اس لئے مجھے ان کی بہت کچھ ہمت افزائی کرنی پڑتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے لیکر اب تک اوپر تلے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں وہ آٹھویں تاریخ کے بعد سے اپنے نقصانات کا اندازہ دو ہزار سے زیادہ کرتے ہیں لیکن مجھے شک ہے کہ اس میں وہ تعداد شامل نہیں کی گئی جس کا پتہ نہیں لگتا۔

جب آپ حقارت آمیز طریقہ سے دہلی کی فصیلوں کا ذکر کر رہے تھے تو میں نہیں سمجھ سکتا

لہ ۱۵ جون ۱۸۵۷ء کے مراسلے کے نیچے جو نوٹ درج ہے۔ اچانک اور زبردست حملے کے سلسلہ میں اسی سے مقابلہ کرنا چاہئے "روشن راتوں" سے مراد وہ راتیں ہیں جنہیں لوگوں کے شعلوں نے روشن کر دیا ہو۔ ان الفاظ سے چاندنی راتیں نہ سمجھنا چاہئے۔ مترجم۔

کہ اس سے آپ لوگوں کا مقصد کیا تھا۔ ۲۴ پونڈ وزنی گولہ پھینکنے والی توپیں باغیوں کے برجوں میں ہر جگہ نصب ہیں اور ان کے پیچھے تقریباً ۷ ہزار سپاہی بھی موجود ہیں (ایسی حالت میں) داخلہ آسانی کیساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور میرے انجنیئر کہتے ہیں کہ ہم باقاعدہ خندقیں بنا کر قلعہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور میرے توپخانہ والے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان توپوں کو جو میرے پاس ہیں نہیں چلا سکتے۔ پس اب میرے پاس ایک تدبیر رہ گئی ہے اور اسے بھی پوری طرح آزما لینا چاہیئے۔ اگر اس میں ناکامیابی ہوئی تو میرے پاس کوئی محافظ فوج باقی نہ رہے گی اور یہ (گویا) بالکل تباہی کے آثار ہوں گے۔ ہندوستان کے لئے کونسی بات کم مضرت رساں ہے۔ یہ کہ امدادی فوج (کمک) کے انتظار میں تضیع اوقات کی جائے یا ناکامی کے خطرہ کو برداشت کیا جائے ؟

وہ باغی اپنی دوسری آمد (حملہ) کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس لئے مجھے اپنے مراسلہ کو (جلد) ختم کر دینا چاہیئے۔ مسٹر بارنس سے میرا سلام کہہ دیجئے۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ برنارڈ

مراسلہ نمبر ۲۔ جسے جنرل سر ہنری برنارڈ نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۷ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

۱۷ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

کسی غیر معمولی قسم کے بے حس شخص نے میری برساتی غائب کر دی۔ یہ میرے پاس فقط ایک ہی تھی۔ ہمارے بنگلہ میں دو صندوق ہیں جو معمولی دیودار کی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ٹین منڈھا ہوا ہے۔ سب سے چھوٹے میں ایک بہت بڑا بھورے رنگ کا (جنٹل کوٹ (رکھا ہوا) ہے اگر آپ براہ مہربانی بکس کھول کر کوٹ میرے پاس بھیجدیں تو آپ میرے ساتھ بہت بڑی نیکی کریں گے۔

فی الحال ہم دہلی کے سامنے پڑے ہوئے ہیں یا جیسا کہ کسی نے مذاقاً کہا ہے ہم ابھی تک دہلی کے عقب میں ہیں۔ جو دیواریں (فصلیں) کہ میدانی توپوں کے ذریعہ منہدم کی جانیوالی تھیں، وہ ۱۸ پونڈ وزنی گولوں کے مقابلہ میں جوں کی توں نہایت مضبوطی سے قائم ہیں ہم محل پر گولہ باری کرتے رہتے ہیں اور ابھی تک کئے جا رہے ہیں۔ رائفلز پلٹن کے ایک گورے نے ایک ہندوستانی سپاہی کو نشانہ بندوق بنایا اور اس کی ۴۸ اشرفیاں بھی چرالیں مجھے امید ہے کہ انگور باقاعدہ[50] پک رہے ہیں۔

انہوں نے ہم پر کوئی حملہ نہیں کیا اور اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ آج حملہ کرینگے اور پھر ایک اور چپت کھائیں گے۔

ہڈسن کو زکام ہے اور ہلکی سی سوجن بھی ہے لیکن آج کسی قدر افاقہ ہے گریٹ ہیڈ کے صاحبزادے کو بھی ہلکا سا بخار ہو گیا تھا۔ مگر اب حالت بہتر ہے لفٹنٹ مرے کے صاحبزادے کو جو چاندماری کے اسکول میں تعلیم پا رہا تھا۔ اب گائڈز میں بھرتی کر دیا گیا ہے۔

ایک مہاوت کمسریٹ کے بہترین ہاتھی کو بادشاہ کی خدمت میں تحفہ نذر کرنے کے لئے کل دہلی لیگیا تھا۔ کرزن تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ ہماری پوجا کرنے کیلئے ابھی تک نہیں آئے

جنرل ریڈ بہتر ہیں اور اس لئے وہ اب اپنے سفر واپسی پر روانہ ہو جائیں گے۔

میری خواہش ہے کہ وہ لفٹنٹ مرے کو اس مہم کے ختم ہو جانیکے بعد مدراس بھیجدیں اسلئے کہ جنرل گرانٹ کے ماتحت بریگیڈیئر کی پوزیشن میں رہ کر کام کرنا کسی طرح ان کے شایان شان نہوگا

---

۵۰ اس سے غالباً مراد یہ ہے کہ واقعات کی نشو ونما توقعات کے مطابق عمل میں آرہی ہے۔

۵۱ لفٹنٹ ڈبلیو ایس آر ہڈسن جو بعد میں "ہڈسن آف ہڈسنز ہارس" کے نام سے مشہور رہوئے۔

۵۲ لفٹنٹ ولہرلوس گریٹ ہیڈ (رائل انجینیرز)

۵۳ لفٹنٹ اے ڈبلیو مرے (جو ۴۲ ویں این ایل آئی میں تھے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی کے دھاوے میں مقتول ہوئے۔

۵۴ آنریبل آر کرزن جو کمانڈر انچیف کے فوجی سکریٹری تھے اور جو بعد میں "ارل ہو" کے لقب سے ملقب ہوئے۔

۵۵ جنرل ریڈ وہ صاحب ہیں جو ۵ جولائی ۱۸۵۷ء کے دن جنرل برنارڈ کے ہیضہ سے انتقال کر جانے پر کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ان کے جانشین مقرر ہوئے۔

خیر ہم دیکھ لیں گے۔ تمہارا صادق۔ ایچ برنارڈ

مراسلہ نمبر ۲۳- جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے چارج کارنگ بارنس کے نام ۱۸ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

۱۸ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس [۱]

میں نے ابھی آپ کی چٹھی پڑھی اور اس سے مجھے قدرے اطمینان ہوا۔ اس لئے کہ آپ نے اس تجویز کو پسند کیا کہ میں اپنی مختصر سی فوج کو لیکر دہلی میں داخل ہونیکا خطرناک تجربہ کروں اسی طرح سے کہ میرا کیمپ ہسپتال، ذخائر، خزانہ، الغرض میری فوج کا سارا سامان بالکل غیر محفوظ حالت میں پڑا رہ جائے۔

مجھے اقرار ہے کہ جو پولٹیکل مشیر میرے ساتھ کام کر رہے ہیں ان کی ترغیب وہی سے متاثر ہو کر میں اچانک اور زبردست حملہ کی تجویز پر رضامند ہو گیا تھا جس میں مذکورۂ بالا تمام امور کا خطرہ دامنگیر تھا۔ صرف حسن اتفاق سے یہ تجویز عمل میں آنے سے رک گئی۔ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اسلئے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اور جن اشخاص سے مشورہ کرنا میرے فرض منصبی میں داخل تھا۔ انکی آرا کا خیال کرنیکے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا۔ کہ فتح اتنی ہی مہلک ثابت ہوتی جتنی کہ شکست۔

---

[۱] سپاہیوں کی جنگ کی تاریخ مصنفہ کے میں اس مراسلہ کے اقتباسات کئے گئے ہیں اور وہاں غلطی سے یہ لکھدیا گیا ہے کہ یہ ملحقات برنارڈ کی ایک چٹھی سے اخذ کئے گئے ہیں جو انہوں نے سر جان لارنس کو لکھی تھی۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل لارنس کو بھی بھیجی گئی ہوگی اور بالآخر کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور انہیں کوئی ایسی یادداشت نہ ملی جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوئی۔

[۲] ہاروے گریٹ ہیڈ جو پہلے میرٹھ کے کمشنر تھے اور اب میدانی فوج کے سیاسی مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

[۳] ۱۱ جون کو جنرل برنارڈ کیخدمت میں ایک اطلاع بھیجی گئی تھی جس میں کابلی دروازہ اور لاہوری دروازہ پر فوری حملہ کرنے کی مصلحت پر زور دیا گیا تھا۔ رپورٹ پر چار ماتحت افسروں (ولبر فورس گریٹ ہیڈ۔ میونسپل چینی (انجینیرز) اور ہڈسن (محکمۂ خفیہ) کے دستخط ثبت تھے۔ موخر الذکر بعد میں ہڈسن آف ہڈسنز ہارس" کے نام سے مشہور ہوئے۔

بہت زیادہ غور و تامل کے بعد برنارڈ نے اسکیم کو منظور کر لیا۔ حملہ ۱۲ تاریخ کی رات کو تاریکی میں کیا جانے والا تھا۔ لیکن جب مقررہ وقت پہنچا تو معلوم ہوا کہ مجوزہ مہم کیلئے جو فوج منتخب کی گئی تھی اس کا ایک اہم حصہ موجود نہیں ہے (بقیہ صفحہ ۱۳)

جو فوج کہ ۲ ہزار سپاہیوں سے بھی کم ہو اور جو دہلی جیسے طول و عرض کے شہر میں پھیلی ہوئی ہو وہ کوئی (رو قیع) فوجی طاقت نہیں رہ سکتی تھی۔ اور اس دغابازی کے ہوتے ہوئے جس نے ہمارا چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے۔ میرے سامان جنگ کی کیا حالت ہوتی؟ (اگر عام حلہ کر دیا جاتا)

اس خیال سے کہ فوجی قانون میرا رہنما ہے (اگرچہ اس شور و شغب کا مقابلہ کرنے کیلئے جو اس بنا پر بلند کیا جائیگا کہ ہم دہلی کے سامنے کیوں بیکار اور معطل پڑے ہوئے ہیں اخلاقی دلیری کی سخت ضرورت ہے تاہم) میں صرف بہترین اغراض حاصل کرنے کی کوشش کرسکتا ہوں۔ ضرب لگانے کے لئے مناسب موقع کا احتیاط کیساتھ مجھے انتظار ہے۔

مسٹر گریٹ ہیڈ نے جو اہم تجویز پیش کی تھی وہ یہ تھی کہ دوآبے پر قبضہ حاصل کرلیا جائے دہلی سے علیگڈھ افواج بھیجی جائیں لیکن اگر میں شہر میں بھی ہوتا تو بھی ایسا نہیں کرسکتا تھا قلعہ اور سلیم گڈھ ابھی تک میرے پیش نظر ہیں اور شہر پر قابض رہنا اور دو ہزار سے کم سپاہیوں کی مدد سے ان (مقامات) پر حملہ آور ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ میں ایک شخص کو بھی علیحدہ نہ کروں۔ حالت یہ ہے کہ دہلی توپوں سے پٹی پڑی ہے اور وہاں وہ سپاہی مقیم ہیں جو اگرچہ کھلے میدان میں چنداں اہمیت نہیں رکھتے تاہم پتھر کی فصیلوں کے پیچھے رہ کر کچھ نہ کچھ کارگزاری بالضرور دکھا سکتے ہیں اور جنہیں بھاری توپوں کے استعمال سے بھی کچھ واقفیت ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ ہفتہ کے دن گولہ باری کی صحت و درستی سے ہمیں نیچا دکھا دیا) پس "انبالہ والی فوج اور چھ توپیں رکھنے والی دو پلٹنیں" اسپر کبھی اپنا قبضہ نہیں جما سکتیں اور اس کی موجودہ طاقت کا بہت ہی کم اندازہ کیا گیا ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲) بریگیڈیئر گریوز نے احکام کا مطلب غلط سمجھا اور اس لئے وہ اپنے ۳۰۰ سپاہیوں کو لیکر مقررہ مقام پر نہ آسکے۔ دستہ اس طرح سے کمزور ہوگیا اور معرکہ کے لئے کسی حالت میں مضبوط نہ تھا اور اس لئے مجبوراً حملہ کرنیوالی فوج کو اپنے کوارٹر میں واپس آنے کے احکام صادر کردئے گئے۔

۵۴ نواب لفٹنٹ گورنر صوبجات شمالی مغربی +

باؤلی کی سرائے پر ہم ایک معرکہ سر کر چکے ہیں۔ جہاں باغی اس وقت تک ہمارا خوفناک مقابلہ کرتے رہے جب تک کہ ان کی توپیں ان کے قبضہ میں رہیں اس کے بعد سے ہم پر پیہم حملے ہو رہے ہیں۔ ہر حملہ نئے جوش وخروش سے کیا جاتا تھا۔ مگر بھاری نقصان کیساتھ پسپا کر دیا جاتا تھا۔ اور اب ہم اس پوزیشن پر قابض ہو گئے ہیں جہاں سے اس مقام کو منہدم کیا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک بہترین پالیسی یہ ہے کہ اسے مشکل کام کی طرح اصلی رنگ میں دیکھا جائے اور یہ امر اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا جائے کہ اسے کافی فوج کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔

ذرا ایک مرتبہ ہم شہر میں پہنچ جائیں پھر تو بازی ہماری ہے بشرطیکہ ہم اس پر قبضہ رکھ سکیں اور پھر جب کبھی مسٹر کالون کو جس کسی مقصد کیلئے فوج کی ضرورت ہوگی وہ انہیں مہیا کر دیجائیگی۔

تاخیر سخت تکلیف دہ ہے اور روزانہ ان حملوں میں سپاہیوں کا ضائع جانا نہایت دلشکن معلوم ہوتا ہے۔ میں بخیریت ہوں۔ البتہ پریشان بہت زیادہ ہوں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جتنا زیادہ میں خیال کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے بے معنی اور بے نتیجہ تجربہ کے عمل میں نہ آنے کی خوشی ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھنے سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ آپ بھی میرے ہمخیال ہیں۔

میری توقع صرف اس قدر ہے (جسے اور لوگ اب غالباً معلوم کریں گے) کہ مجھے دہلی میں داخل ہو جانے کے علاوہ اور بھی کچھ کام کرنا تھا۔

یقین رکھئے کہ میں اب کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دونگا۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ برنارڈ

کل ہم نے انہیں خوب سزا دی اور بھاری نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کشن گنج ٹریولین گنج اور پہاڑ پور میں اپنے تئیں قائم کرنے اور توپخانہ جمانے کی کوشش کی تھی لیکن ہم نے دو مختصر دستوں کے ذریعہ جو میجر ٹومس ایچ اے اور میجر ریڈ (مسوری بٹالین) کی کمان میں تھے انہیں نہ صرف ان مقامات سے ہٹا دیا بلکہ سرائے کے بالائی حصہ کو ان سے بالکل صاف کر دیا۔ اور شہر کے اس حصہ سے ہم نے ان سب کو نکال دیا۔ سنا ہے کہ اس کا ان پر نہایت پست کن

اثر پڑا۔ اور یہ کہ وہ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ لیکن فصیلوں سے جو گولہ باری وہ کرتے ہیں وہ ویسی صحیح اور زوردار ہے جیسی کہ پہلی تھی اور تاوقتیکہ ہم اپنے مقصد پر نہ پہنچ جائیں ہم کچھ مفید کارروائی نہ کرسکیں گے اور عملی کام کی یہ حالت ہے کہ اس وقت کے باوجود جو توپخانہ وسامان حرب وغیرہ کے حاصل کرنے میں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ میرے توپخانہ کا کمانڈرنگ افسر صرف چند توپوں کے چلانے کا انتظام کرسکتا ہے! اور میرے انجینیر کے پاس ریت کا ایک بھی تھیلا موجود نہیں۔ یہ درحقیقت حد سے زیادہ تکلیف دینے والی بات ہے۔ میں نے اس وقت تک کبھی باقاعدہ پوزیشن کرنے کا خیال نہیں کیا۔ جب تک کہ مجھے یہ امید نہ ہوگئی کہ جو توپیں بھی میرے خلاف لائی جائیں گی میں انہیں خاموش کردونگا۔

لیکن اس کام کو انجام دینے کی غرض سے ان کے اور زیادہ قریب تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ تاخیر باغیوں کو ایک جگہ مجتمع کردیتی ہے۔ اور حملہ کو نہایت زوردار بنا دیتی ہے۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایسی کارروائی مہلک اثرات بھی اپنے میں رکھتی ہے تاہم میں سچائی کے ساتھ یہ خیال نہیں کرسکتا کہ جب انہیں دہلی کے دروازے بند کرنے کا موقع دیا گیا تھا تو اس وقت ہم اس سے زیادہ کرسکتے تھے جتنا کہ ہم نے کیا۔

اگر میرٹھ کی فوج فی الفور دہلی میں گھس جاتی تو سب کچھ بچایا جاسکتا تھا۔ لیکن جب انبالہ والی فوج مقام مقصود پر پہنچی ہے تو موقع بالکل ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

سب سے بڑا میگزین اور سامان جنگ کا ڈپو اس سے پیشتر سے میرے خلاف استعمال کیا جارہا تھا۔ میرے سپاہی اچھی طرح ہیں اور زخمی خاطرخواہ طریقہ سے روبصحت ہورہے ہیں لیکن سب کے سب اس کام سے تھک گئے ہیں۔

ہمیشہ آپ کا۔ ایچ۔ ایچ۔ بی۔

مراسلہ نمبر ۴۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج محاصرۂ دہلی نے جارج کارننگ بارنس کے نام ۱۹ر جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ محاصرۂ دہلی۔ ۱۹ ر جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

مسٹر رچرڈز۔ پیر کے دن پانی پت چلے گئے۔ اور یہ خبر میں نے اس وقت سنی جبکہ میں سڑک پر سے گذر رہا تھا۔ ان کی موجودگی سے کسی حد تک وہ دہشت رفع ہوگئی تھی جو افسروں اور ڈاک کے ٹھیکہ داروں میں اس دہاوے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی جسے دہلی کے ۲۰۰ سواروں کی پارٹی نے علی پور پر کیا تھا۔ بظاہر وہ تحصیلدار کی تلاش میں تھے تحصیل میں پٹیالہ کے سواروں کے مختصر دستے کے جتنے گھوڑے موجود تھے وہ سب کو لوٹ کرلیگئے جو نہی کہ پنجاب کے بے قاعدہ سوار پہنچ جائیں گے۔ ہم ان کی اس کارروائی کا انتقام لے لیں گے۔

مجھے رہتک کو راجہ صاحب جیند کے چارج میں رکھنے سے بہت خوشی ہو گی۔ لیکن سر ایچ برنارڈ (فی الحال) اپنی فوج کو علیحدہ نہیں کر سکتے، اور اس کے بغیر ان کے لئے حملہ کی کوشش کرنا بے سود ہو گا۔

اگر پٹیالہ کچھ فوج دے سکے اور آپ کو حصار کی جانب پنجاب سے افواج کی نقل و حرکت کی کچھ خبر نہ ملے، تو (اس صورت میں) میں بخوشی تمام اس امر پر رضامند ہو جاؤنگا۔ کہ اس ضلع کو عارضی طور پر ان کی حفاظت میں دیدیا جائے۔ ایسا کرنا درحقیقت ان باشندوں پر رحم کھاتا ہو گا جو ہانسی اور حصار دونوں سے امداد کے طالب ہورہے ہیں۔ آپکی اس تجویز پر عمل پیرا ہونے سے مجھے بہت خوشی ہو گی اور اگر انتظام ہو جائے تو میں مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں خریطہ[1] لکھ دوں گا۔

میرا خیال ہے کہ نواب صاحب جھجر نے ناقابل علاج طریقہ سے سازباز کی ہے۔ لیکن ان کا علاقہ دہلی کی اس پار ہے اور ہمیں (فی الحال) دفع الوقتی کرنی چاہئے۔ نواب صاحب

[1] سرکاری مرسلہ ۲ تحت۔

بہادر گڑھ فرار ہو جانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور سابق حکمران نسل کا کوئی شہزادہ گدی پر بٹھا دیا گیا ہے۔ باقی روسا غیر جانبداری برقرار رکھنے میں سخت جدو جہد کر رہے ہیں۔

ذخائر کی ہمارے پاس کافی سے زیادہ افراط ہے (البتہ) روپیہ کی کمیابی ایک ایسی مشکل ہے جس کی نسبت ہمیں امید تھی کہ دہلی کے سر ہو جانے سے جاتی رہے گی۔ خزانہ اور دفتر کمسریٹ کے جو صاحب افسر انچارج ہیں۔ میں ان کی چٹھیاں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

جب میں وہاں سے روانہ ہوا تھا تو اس وقت تقریباً ۴ لاکھ تھے۔ میں بہت زور سے سفارش کرتا ہوں کہ جو فوجیں اب یہاں آرہی ہیں ان کے ہمراہ آپ روپیہ کی ایک معقول مقدار ضرور بالضرور بھیجدیجئے۔

مجھے اپنا صادق یقین کیجئے۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۵۔ جسے بریگیڈیر جنرل نیویل چیمبرلین ایجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۲ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۲ر جولائی ۱۸۵۷ء وقت ایک بجے دوپہر۔

مائی ڈیر بارنس۔

اب جبکہ کرنال ہمارے مستحفظ سامانِ حرب اور ذخائر کا ڈپو بن گیا ہے۔ ہمیں وہاں پیدل فوج کا ایک دستہ رکھنا چاہئے اور چونکہ اس کیمپ سے ہم ایک آدمی بھی نہیں دے سکتے ہیں حسب معمول سپاہیوں کی بہم رسانی کے لئے پنجاب سے توقع رکھنی چاہئے براہ مہربانی اس مسئلہ کے متعلق لاہور سے نامہ و پیام کیجئے اور اگر اور سپاہی نہ دستیاب ہو سکیں تو کم سے کم سکھ سپاہیوں کی ۲ پلٹنوں کو حاصل کرنے کی سعی کیجئے۔ ہمارا عقب کھلا اور خاموش رہنا چاہئے اور یہ ہماری فاش غلطی ہوگی اگر ہم اپنے ذخائر کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ جائیں گے یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے مزید افواج کا مطالبہ کیا ہے اور میں اب بھی ایسا نہ کرتا لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ ہم ایک آدمی کو بھی علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ۹ر جون کو ایک سخت معرکہ میں ہمارے ۲۷۰ سپاہی

ضائع ہوئے جن میں مقتول، مجروح اور بیمار سب شامل ہیں۔ اور اس خط کے تحریر کرتے وقت بھی ہم باہر نکلنے (یعنی حملہ کرنے) کے لئے آمادہ ہیں۔ چاروں طرف سے حملہ کی دہمکی دی جارہی ہے
میں نے انتخاب کرنال کی سفارش اس لئے کی تھی کہ اس کا ہمارے کیمپ سے کافی آسانی کیساتھ سلسلہ نام و پیام قائم کیا جاسکتا ہے اور نیز یہ کہ وہ شہر سے اس قدر فاصلہ پر ہے کہ اچانک حملہ کسی صورت میں نہیں کیا جاسکتا۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ اور مظفر نگر تک وہاں سے نام و پیام کیا جاسکتا ہے اور چونکہ وہاں کے نواب صاحب ہم سے برسر صلح ہیں اس لئے مقامی شورش کا بہت ہی کم امکان موجودہ موسم میں دریائے مارکنڈ[1] کا کچھ بھروسہ نہیں اور اس لئے بارود اور ذخائر کو اس کے قرب وجوار میں نہ رکھنا چاہیئے۔
سننے میں آیا ہے کہ بعض باغی شکاری توپ کی ٹوپیاں استعمال کررہے ہیں (لہذا) تمام دوکانداروں اور تمام فرقوں کے دیگر اشخاص جو ان چیزوں کی تجارت کرتے ہیں ان تمام اشیاء کے چھین لینے کی فوری کارروائی عمل میں آجانی چاہیئے۔ تاکہ آتش گیر اور زور سے پھٹنے والی بارود کی قسم کی کوئی شئے وہ اپنے پاس نہ رکھ سکیں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ مجموعی مقدار پر قبضہ کرلے اور ایک رسید دیدے۔
آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ چوتھے لانسرز کے ہتھیار رکھوا لئے جائیں گے اور یہ کہ ۱۴ دین ایل سی نہیں آرہی ہے۔ جب تک آپ ہمارے عقبی حصہ ملک کو خاموش رکھے رہینگے اور ہمیں ذخائر و سامان دیتے رہیں گے ہماری حالت ٹھیک رہیگی یا کم سے کم ہم اس وقت تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جب تک کہ وہ دن نہ آجائے کہ دوسرے اشخاص ہماری جگہ لینے کے لئے تیار ہوجائیں۔

آپ کا صادق نیویل چیمبرلین[2]

---

[1] کرنال اور انبالہ کا درمیانی دریا۔ [2] چیمبرلین کو جان لارنس نے اول پنجاب کے متحرک دستہ کا کمانڈر بنایا تھا لیکن کرنل چیسٹر کی وفات پر جو باؤلی کی سرائے والے معرکہ میں مقتول ہوگئے تھے وہ ایجوٹنٹ جنرل بنادئے گئے۔

مراسلہ نمبر ۶ جسے لفٹنٹ ہنری نارمن قایم مقام ایجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۹ ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۹ ر جولائی ۱۸۵۷ء۔

مائی ڈیر مسٹر بارنس۔

چیمبرلین نے مجھے آپ کی ۱۷ ر تاریخ کی چٹھی دی تاکہ میں ایک دو باتوں کا جواب دوں کرنال کے ذخائر توپخانہ کا انتظام کپتان نیج بل کے سپرد کیا جانے والا تھا مگر وہ بیمار ہو جانے کے سبب انبالہ ہی میں رہ گئے ہیں اس لئے میں نے توپخانہ کے کسی ڈپٹی اسسٹنٹ کمشنر کو یا فیروزپور سے ادائیگی فرائض کیلئے کسی مستقل کنڈکٹر کو بذریعہ تار بلا بھیجا ہے اگر کپتان نیج بل صحت یاب ہو گئے تو بلا شبہ ابتدائی حکم (جسے مسٹر لی بیس کے ذریعہ پہنچایا گیا تھا) بدستور قایم رہے گا۔

جو افسر کہ پرائیویٹ چھٹی پر گئے ہوئے تھے ان سب کو واپس آجانیکا حکم ۱۴ ر مئی کو دیدیا گیا ہے اور اس حکم کو کچھ عرصہ کے بعد دہرا بھی دیا گیا تھا۔ اور ہمارے محکمہ کے کپتان بیکر نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے مجھے کسی ایسے افسر کا حال معلوم نہیں ہو سکا جس نے تعمیل نہ کی ہو۔ اگرچہ بعض نے بیماری کے سرٹیفکٹ حاصل کر لئے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ اب کرنال میں کافی فوج موجود ہے۔

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں اگر آپ بریگیڈیر ہارٹلی سے یہ درخواست کریں کہ وہ پانچویں بٹالین کے دو افسروں کو کرنال میں کام کرنے کی غرض سے بھیجدیں بشرطیکہ انکی وہاں (واقعی) ضرورت ہو لیکن اگر کوئی افسر نہ مل سکے تو ایک (لفٹنٹ چیسٹر کے جونیر افسر) کو بآسانی نوشہرہ کی بٹالین مقیم سہارنپور کے ساتھ کام کرنے کیلئے بھیجا جا سکتا ہے ہم نے دشمن کو کل سہ پہر کے وقت بلا کسی وقت کے سبزی منڈی کے باہر نکال دیا۔ ہمارے نقصانات ۱۲ مقتول اور ۶۹ زخمی تھے۔ افسروں کے کل کے مجموعی نقصانات یہ ہیں۔ لفٹنٹ کروزیر (۵۷ دیں)

مقتول (انیسائن والٹر ۵۴ویں دیسی پیدل فوج) جو دوسری فیوزیلیرز کیساتھ کام کر رہے تھے سرسام کی وجہ سے مر گئے۔ لفٹنٹ جونز (انجنیئرز) کی ٹانگ کاٹ ڈالی گئی۔ لفٹنٹ پالٹوں (۶۱ ویں پیدل فوج) سخت مجروح ہوئے۔ اور لفٹنٹ چیچسٹر (توپخانہ) خفیف طور پر زخمی ہوئے۔

اب اور پٹھانوں کو مت بھیجئے یہ چیمبرلین کی خواہش ہے اور اس کے لئے وجوہ ہیں بلا شبہ آپ انہیں اس وقت بھیج سکتے ہیں جبکہ کوئی رسالہ آرہا ہو اور وہ بھی اس میں موجود ہوں لیکن جتنے کم ہوں اتنا ہی بہتر ہوگا۔

آپ کا زیادہ مخلص۔ ایچ۔ اے۔ نارمن۔

مراسلہ نمبر ۷۔ جسے لفٹنٹ ڈبلیو ایس۔ آر ہڈسن نے جے ڈگلس فارسیتھ ڈپٹی کمشنر انبالہ کے نام ۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی کیمپ۔ ۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر فارسیتھ

جو بوڑھی خاتون بہ نفس نفیس اس مراسلہ کے ہمراہ آرہی ہے وہ محاصرہ دہلی کی مکمل و مجسم داستان ہے۔

وہ ہمارے خلاف شہر میں جہاد کا وعظ کہتی تھی اور اپنے مواعظ و نصائح سے تعجب خیز طریقہ پر مسلمانوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا تھا۔ بالآخر اُن کی عدم کامیابی سے متنفر ہو کر وہ خود میدان جنگ میں اتر آئی اور سبز لباس پہن گھوڑے پر سوار ہو اور تلوار و بندوق سے مسلح ہو کر اس نے سواروں کے ایک دستہ کی کمان لی اور ۷۵ویں پیدل فوج پر حملہ آور ہوئی سپاہیوں کا بیان ہے کہ اس ایک کا مقابلہ کرنا ۵ سپاہیوں کے مقابلہ سے زیادہ مہلک تھا اور وہ یہی کہتے ہیں کہ اس نے ان کے رفقا میں سے بہت سوں کو نشانہ بندوق بنا دیا۔ آخر کار وہ زخمی ہو کر گرفتار ہو گئی۔ جنرل نے اول اول اُسے آزادانہ طور پر چلے جانے کی اجازت دینی چاہی تھی مگر میں نے ان سے بمنت درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کریں اسلئے کہ وہ پھر شہر میں فاتحانہ طریقہ سے

داخل ہو گی اور ہمارے قبضہ سے نکل جانے پر تعصب کا طوفان بے تمیزی مچادے گی (اور بلاشبہ یہ ظاہر کرے گی کہ وہ اپنی کرامت کی وجہ سے بچ گئی ہے) اور اس طرح سے جون[1] آف آرک کا سا رتبہ حاصل کرلے گی۔

مجھے اس کو آپ کے پاس بھیجنے کی اجازت مل گئی ہے۔ تاکہ وہ جیلخانے میں بحفاظت تمام رکھی جائے یا جہاں کہیں آپ مناسب خیال کریں تاوقتیکہ یہاں کا کام ختم نہ ہو جائے۔

کیا آپ براہ مہربانی اس امر کی نگہداشت رکھیں گے کہ اس کا طرز عمل قابل اطمینان رہے یہ کہتے ہوئے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اس بڑھیا کھوسٹ نے معقول اثر پیدا کر لیا تھا۔

آپ کا زیادہ مخلص ڈبلیو۔ ایس۔ آر۔ ہڈسن

مراسلہ نمبر ۸۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کو ۱۵ راگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۵ راگست ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

مولوی رجب علی (صاحب) نے مجھ سے خواہش کی کہ میں آپ کو یہ اطلاع دوں کہ انہوں

نوٹ:۔ (اس سبز پوش عورت کا ذکر خطوط ہذا کے آخر میں ذرا تفصیل سے درج کیا گیا ہے)

حسن نظامی

---

[1] یہ خاتون "آرلینز کی کنواری عورت" کے نام سے بھی شہرت رکھتی ہے۔ یہ فرانس میں مینسی کے قریب پیدا ہوئی تھی۔ سنہ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں۔ لیکن چونکہ وہ عین عالم شباب میں ۱۴۳۱ء میں جلادی گئی تھی اس لئے بالضرور پندرہویں صدی کی ابتدا میں پیدا ہوئی ہوگی۔ مارچ ۱۴۲۹ء کا واقعہ ہے کہ شہر آرلینز کو انگریزی افواج نے محصور کر رکھا تھا یہ فرانس کے بادشاہ چارلس ہفتم کے پاس گئی اور کہا کہ مجھے غیب سے یہ کام سپرد ہوا ہے کہ میں شہر کو بچالوں اور آپ کی تخت نشینی کا انتظام کروں۔ پارلیمنٹ کے سوال وجواب پر اسے وزیر جنگ بنا دیا گیا اور وہ پھر اپنے مشن کی تکمیل پر روانہ ہوئی اس نے ڈیو نوائے اور رایلنکوں جیسے بہادر سپاہیوں سے خراج تحسین وصول کیا اور اپنی ذاتی دلیری اور بسالت سے افواج میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا۔ اس نے بالآخر آرلینز کو بچا لیا (۸ رمئی) ۱۷ رجولائی کو تخت نشینی کے مراسم ادا ہوئے۔ اس کے بعد اس نے پیرس کی جانب اپنی توجہ مبذول (بقیہ آئندہ)

نے حکیم احسن اللہ (صاحب) کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا جو مجھے پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ اور میرا یہ خیال تھا کہ اس سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے حکیم (صاحب) بادشاہ اور باغیوں کے منصوبوں کے اندرونی راز بتانے کے قابل ہو جائیں۔ مولوی (صاحب) کہتے ہیں کہ اس کے باعث حکیم (صاحب) کی سخت بے عزتی ہوئی (اس لئے کہ) وہ مراسلہ سپاہیوں کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ جنہوں نے ان کے مکان کی تلاشی لے ڈالی۔ لیکن اس کا مشکل ہی سے یقین کیا جا سکتا ہے (کہ حکیم احسن اللہ خاں کی تلاشی لی گئی یا ان کو کچھ نقصان پہنچا)۔

کیمپ کی حالت میں نمایاں ترقی ہو گئی ہے۔ ہم ہر لحاظ سے آرام سے ہیں اور ابھی تک افواج کی صحت اچھی ہے جس کے لئے ہم (خدا کے) شکر گزار ہیں۔ دشمن کو تمام مقامات پر اور تمام جنگی چالوں میں کلیتہً ناکامی ہوئی ہے۔ جب تک کہ قلعہ شکن توپیں مع پورے ساز و سامان کے نہ پہنچ جائیں اس وقت تک کسی زبردست جنگی کارروائی کا فیصلہ کرنا بالکل بے سود ہے اور اس وقت یہ معلوم ہو جائے گا کہ آیا جنرل ہاویلاک کا انتظار کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اب تک تو ہر بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادھر کی باغی فوجوں کا بہت جلد صفایا ہو جائیگا۔ مجھے آگرہ سے یہ خبر ملی ہے کہ ۲ ہزار نیپالی افواج جنرل ہاویلاک سے لکھنؤ کے مقام میں ملنے والی تھیں ڈرمنڈ کو بالآخر آگرہ کے دیسی افسروں کی نالائقیوں کی سزا بھگتنی پڑی انہوں نے ان پر اعتماد کیا اور وہی اسٹیشن کو تباہ و برباد

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱) کی لیکن اس میں اسے ناکامی ہوئی اور وہ زخمی ہو گئی۔ ۱۴۳۰ء میں اس نے کمپین کے مشہور شہر سے نکلکر ایک شبخون مارا مگر گرفتار ہو کر انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دی گئی۔ اسے روان میں مقید کیا گیا اور اس سے سخت تشدد کا سلوک روا رکھا گیا ۹ رجنوری ۱۹۳۱ء کو اس پر مقدمہ چلایا گیا یہ عدالتی کارروائی محض برائے نام تھی اس لئے کہ جتنا وہاں انصاف کا خون ہوا ہے اتنا کہیں نہیں ہوا ہوگا۔ بوئے کے بشپ کی گواہی پر اس پر جادوگری کا الزام رکھا گیا اور اسی جرم کی پاداش میں اسے ۳۰ رمئی ۱۴۳۱ء کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اس وقت سے اسے تقدس کا درجہ دیدیا گیا ہے اور مغرب کے مصوروں نے اس کی تصاویر بنا کر اسے غیر فانی بنا دیا ہے۔ مترجم

کرنے میں پیش پیش تھے۔ پانی پت میں ۳۲۲۰۰۰ (روپیہ) مد محاصل میں موصول ہوا ہے اور میرٹھ والوں نے اپنے خزانوں کو بھرپور کر لیا ہے ہڈسن گائڈز (رہنماؤں) کے ساتھ باہر گئے ہیں اور وہاں وہ ان باغیوں کے دستہ کی دیکھہ بھال کریں گے جو رہتک چلا گیا ہے ان باغیوں کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ایسے چند دستوں کو باہر بھیجیں تاکہ وہ ملک کو شورش پر آمادہ کر سکیں لیکن کسی شخص نے کہا کہ احسن اللہ (صاحب) کی ایک چال ہے تاکہ وہ دہلی کی فوج کو (اسکے کچھ حصہ کو باہر بھیجکر) کمزور کر دیں اور پھر شہر کو ہمارے قبضہ میں کرا دیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ نے جھیند کی افواج کے ذریعہ رہتک کے بعض حصوں کو قبضہ میں لانے کی تجویز پر (ابھی تک) عمل درآمد نہیں کیا ہوگا۔ بلاشبہ آپ کے پاس ایسی کارروائی نہ کرنے کے کافی وجوہ ہیں۔ بریگیڈیر والٹیائل کو آگرہ میں برطرف کر دیا گیا ہے اور کرنیل کاٹن اب ان کی جگہ براج رہے ہیں۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۹۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ۔ ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء۔

مائی ڈیر بارنس۔

لی بیس کی خواہش ہے کہ گوہانہ میں مالگزاری جمع کرنے کی غرض سے ایک تحصیلدار کا تقرر کر دیا جائے۔ میں انہیں فی الفور اس کارروائی کے کرنے کا مجاز نہیں بناتا اس لئے کہ مہاراجہ صاحب جھیند کے انتظامات سے تصادم ہو جانے کا اندیشہ ہے لیکن اگر راجہ صاحب کچھ نہ کر رہے ہوں تو میری خواہش ہے کہ آپ لی بیس سے کہدیں کہ وہ بہترین طریقہ سے مالگزاری جمع کرنے کا انتظام کر دیں۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ لکھنو کے لئے کسی قسم کا خطرہ موجود ہے۔ ہاویلاک بٹھو

اور شیوراج پور میں باغیوں کو شکست فاش دیکر اپنے عقب اور بازوؤں کو صاف کر رہے ہیں۔ اور میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ باوجود خطرات کے اگر لکھنؤ کی قلعہ بند فوج کو بچانے کے لئے حملہ کی ذراسی بھی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ (ہاویلاک) اپنی موجودہ کارروائی کو جاری رکھتے آگرہ کی قلعہ کی فوج کے ایک دستہ نے علی گڈھ کے قریب اہم معرکہ سر کیا ہے۔ انہوں نے تین ہزار باغیوں کو مار بھگایا اور ان کے تین چار سو آدمیوں کو کھیت کر ڈالا اِن میں کے سواروں میں سے کس کا نام خاص امتیاز کے ساتھ لیا گیا ہے۔ میجر ٹینڈی امنسائن مارش اور تین پرائیویٹ افسر مقتول ہوئے۔ کپتان پیل کے ماتحت ایک بریگیڈ بھیجا جا رہا ہے مدراس انفنٹری (پیدل فوج) کا ایک بریگیڈ کلکتہ پہنچ گیا ہے۔ مدراس کی افواج جبلپور اور سنچور پر قابض ہو گئی ہیں۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کا رنک بارنس کے نام ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء۔

مائی ڈیر بارنس۔

اگر آپ روزانہ برقی مراسلات کو پڑھتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں) میری خبریں باسی معلوم ہوں گی۔ قدسیہ باغ اور لڈلو کیسل ۷ تاریخ کی رات کو قبضہ میں آ گئے تھے اور اسی وقت موری (دروازہ) ۶۵۰ گز کے فاصلہ سے ۱۰ توپوں کی ایک بیڑی نصب کر دی گئی تھی صبح ہوتے ہوتے چار توپیں چلنی شروع ہو گئیں اور شام تک سب کی سب مصروف کار تھیں توپخانہ پر ابتدا میں سخت گولہ باری کی گئی۔ اور قدسیہ اور لڈ کی چوکیوں پر بھی حملہ

لہ ہز میجسٹی ملک معظم کے جہازات موسومہ پرل اور شینین (جو کپتان ولیم پیل کے ماتحت تھے) عملوں سے مراد ہے +

کیا گیا مگر ہمارا نقصان بالکل خفیف رہا۔ لفٹننٹ ہالڈ برینڈ (توپخانہ) اور لفٹننٹ بیز ٹین (ایلچی) مقتول اور لفٹننٹ بڈ (توپخانہ) زخمی ہوئے اور تقریباً ۳۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ گذشتہ شب سے لیکر صبح کے دس بجے تک صرف تین آدمی زخمی ہوئے موری (دروازہ) اور کشمیری (دروازہ) پر نشانہ بازی نہایت موثر رہی۔ گزشتہ رات کو ۲۲ چھوٹی توپیں نصب کی گئی تھیں اور ایک اور بھاری توپوں کی بیڑی بھی تیار ہے۔ اور جب یہ سب نصب ہو جائیں گی تو آتشبازی سخت خوفناک ہوگی۔ میرے بھائی ولیؔ[۱] مغربی حملہ کے انچارج (منتظم) ہیں مجھے ان کے پاس سے ابھی ایک دلچسپ اور ہمت افزا مراسلہ ملا ہے۔ وہ زبردست پیمانہ پر توپخانہ کے حملہ کو شروع کرنے کے لئے پرسوں کا دن منتخب کرتے ہیں۔ جس رفتار سے برائیڈ اپنی دس توپوں سے کام لے رہے ہیں اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک موری (دروازہ) کا بہت ہی کم حصہ باقی رہ جائیگا۔

آپ کا صادق

ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۱۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

فی الحال موری دروازہ کا برج بھاری توپوں کے نصب کرنے کے قابل نہیں ہے تاہم ملکی توپیں وہاں سے کبھی کبھی دھوکہ دینے کی غرض سے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ کشمیری دروازہ کا برج موثر طریقے سے خاموش کر دیا گیا ہے اور اب وہ کھنڈرات کا ایک ڈھیر ہے اور توپوں کے جو گولے وہاں پھینکے جارہے ہیں ان کی موجودگی میں اس

[۱] لفٹننٹ ولبرفورس گریٹ ہیڈ، رائل انجینیرز۔

مقام پر کسی کو ٹکنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ برج کے دائیں حصہ والی فصیل میں بہت بڑا سوراخ کر دیا گیا۔ اور ہمارے گولے اس شگاف کو بتدریج وسیع کر رہے ہیں بائیں جانب کی شگاف ڈالنے والی بیڑی نے جو کسٹم ہاؤس کے کمپاؤنڈ (احاطہ) دیوار سے ۱۸۰ گز کے فاصلہ پر نصب کی گئی تھی صرف کل سے گولہ باری شروع کی ہے۔ اس توپخانہ کی تعمیر میں بے انتہا مصائب کا سامنا ہوا اور (جنگی) کارروائیوں میں تعویق بھی ہو گئی پہلے پہل اسے قدسیہ باغ میں نصب کرنے کا ارادہ تھا۔ جہاں وہ زیادہ حفاظت میں اور سرعت کے ساتھ تیار ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے اور فصیل کے درمیان نئی دشواریاں حائل نظر آئیں جو کسی نقشہ میں درج نہ تھیں اور (اس لئے) سامنے کی جانب بہت سی نئی زمین کو بھی ایسے فاصلہ سے درست کرنا پڑا۔ جہاں مزدوروں پر بہت شد و مد سے آتشبازی ہوتی رہی۔ بیڑی (توپخانہ) کل سہ پہر تک تیار نہ ہو سکی اور اب وہ پانی کے برج اور درمیانی دیوار کے خلاف استعمال کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ کام سخت محنت اور جانفشانی کا ہے ہر شخص کو کپتان فیگن کی موت کا افسوس ہے۔ جن کے بیڑی چلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد سر میں گولی لگی۔ وہ حد سے زیادہ شجاع اور دلیر تھے۔ اور خطرہ میں خود کو ڈالنے سے روکے نہیں جا سکتے تھے گولی لگتے وقت ان کا نصف جسم خندق کے باہر تھا اور وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ نشانہ بازی کہاں سے کی جائے۔ جن خطرات اور دشواریوں پر قابو حاصل کیا گیا ہے وہ سخت خوفناک ہیں۔ توپخانہ کے افسروں کو آرام کرنے کا ذرا سا بھی موقع نہیں ملا اور جب سے توپخانے مصروفِ جنگ ہوئے ہیں وہ شب و روز کام میں لگے ہوئے ہیں۔ شہر کی براہِ راست آتشبازی میں معتد بہ کمی آ گئی ہے۔ لیکن دشمن غیر متوقع مواقع پر جدید توپیں چڑھانے میں بڑا ماہر اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے (اور) وہ اس میدان سے جو ہماری دائیں جانب واقع ہے خوفناک قسم کی تباہ کرنے والی آتشبازی کر رہا ہے۔ اور ہماری بائیں جانب دریا کی طرف سے دو توپوں کے ذریعہ بھی اس کی

گولہ باری ہنوز جاری ہے۔ سلیم گڈھ بھی ہماری تمام مغربی بیٹریوں پر گولے اور بم پھینک سکتا ہے ان تمام دقتوں کے باوجود ہماری کارروائیاں ترقی کر رہی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ حملہ کل یا پرسوں شروع ہو جائیگا۔ کمانڈنگ افسروں کو کل ہدایات مل گئیں۔ تمام مقامات پر حفاظتی تدابیر کا پورا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔ صرف باہر نکلکر ان کے اچانک حملوں کی روک تھام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اور وہ ان حملوں کا (کچھ بھی) انتظام نہیں کر سکتے محصور فوج میں سے سپاہیوں کے فرار ہو جانے کے متعلق مجھے کوئی باوثوق اطلاع نہیں ملی ہے۔ محاصرہ بچوں کا کھیل نہیں ہے لیکن کوئی قوت ہماری افواج کی جانبازانہ بہادری میں مزاحم نہیں ہو سکتی اور تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے ہمارے نقصانات بھاری نہیں خیال کئے جا سکتے۔ بعض افسروں کے نام اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں ان کے علاوہ حسب ذیل نقصانات ہوئے ہیں۔

زخمی

میجر کیمبل ...	...	... توپخانہ
لفٹنٹ ارل ...	...	... "
" گلپی ...	...	... "
چانسلر ...	...	... ۷۵ ویں
رینڈل ...	...	... ۵۹ ویں دیسی پیدل فوج
لاگ ہارٹ ...	...	... "
ایٹن ...	...	... ۶۰ ویں رائفلز

مجھے اور کسی کا نام یاد نہیں آتا۔ ولیم ایڈورڈز فتح گڑھ کے قریب کسی گاؤں میں پروین اور ان کے بال بچوں سمیت بحفاظت تمام زندہ ہیں محھ غریب پادری تھارن ہل کا افسوس ہے وہ اچھا آدمی تھا۔

شمال مغربی حصہ میں ہمارے پاس افسر کم رہ گئے ہیں۔ مسٹر کالون پیچش میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے موقع ملتے ہی چلے جانے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اور میں اپنے نظام کو کلی طور پر از سر نو مرتب کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا آئی۔ پی گرانٹ اگزیکٹو (عمال) کے ہاتھ مضبوط کرینگے یا نہیں۔ میرے آدمیوں نے بسا اوقات مسٹر بارنس کا ذکر کیا ہے، اور وہ ان کی خیریت مزاج معلوم کرنے کے ہر وقت شایق رہتے ہیں۔

مجھے یقین کیجئے آپ کا صادق

ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۲۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی۔ ۱۶ ستمبر

مائی ڈیر بارنس۔

میں نے لڈلو کیسل کی بلندی سے حملہ کا مشاہدہ کیا۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ کوئی شخص زیادہ عرصہ تک ان چند لمحات کی پریشانی کو برداشت کر سکتا ہے۔ جو دستہ کے ہراول کے غائب ہونے اور اس کے شگاف تک پہنچنے کے لئے گزرنے ضروری ہیں جو آتشبازی فصیلوں سے پانی کے برج والے سوراخ کے خلاف کی جارہی تھی وہ ایسی شدید تھی کہ صرف دو سیڑھیاں کھائی (خندق) تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکیں میرے بھائی دلبی توپخانہ سے اس شگاف تک جاتے جاتے زخمی ہو گئے۔ گولی ان کے دائیں ہنسلی سے گزر کر سینہ کے پار اُتر گئی۔ دوسرے بھائی حملہ کے تمام خطرات برداشت کرنے کے بعد بچ گئے اور خدا کا شکر کہ وہ اب بالکل تندرست و توانا ہیں۔ کشمیری دروازہ کی فصیل کے سوراخ تک سیڑھی لگا کر پہنچے اور دروازہ کو بارود کے ذریعہ اڑا دینے اور اندر

[1] مسٹر کالون ۹ ستمبر کو انتقال کر چکے تھے۔ [2] لفٹننٹ دلبر فورس گریٹ ہیڈ (رائل انجینیرز) آئندہ

داخل ہو جانے کی کارروائی بہت کامیاب طریقہ سے عمل میں آئی۔ یہ سب کچھ دن دہاڑے ہوا نکلسن کا دستہ فصیلوں کے گرداگرد تاخت کرتا ہوا لاہوری دروازہ کے برج تک پہنچ گیا۔ (وہ زخمی ہو گئے۔ سامان جنگ میں کمی ہو گئی اور انہوں (باغیوں) نے پلٹ کر پھر کابلی دروازہ پر حملہ کر دیا۔ کرنیل کیمپل کا دستہ جو جانباز اور بہادر مٹکاف کی زیر کمان تھا۔ نہایت شاندار طریقہ سے جامع مسجد پہنچ گیا۔ ان کا انجینیر افسر گولی کھا کر مارا گیا۔ اور ریت کے تھیلے پیچھے رہ گئے۔ اور آدمی ٹینڈی اور براؤن (انجینیرز) کے ماتحت بھیجے گئے اول الذکر مقتول اور مؤخر الذکر زخمی ہو گئے۔ لاہوری دروازہ والے حصہ سے کوئی امداد نہیں آئی اور اس لئے کیمپل کو پسپا ہونا پڑا۔ پہلے بیگم کے باغ کی جانب جسے وہ ایک گھنٹہ تک اپنے قبضہ میں رکھ سکے اور ازاں بعد گرجا کے احاطہ میں۔ یہ ایک نازک موقع تھا۔ ہمارے سپاہی تھک کر چور ہو گئے تھے۔ بہت سے افسر ناکارہ ہو گئے تھے اور گھبراہٹ بہت زیادہ پھیل گئی تھی اور یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ کا دستہ کشن گنج پر قبضہ کرنے میں بالکل ناکام رہا۔ توپیں لائی گئیں اور بڑے بڑے بازاروں کی جانب موڑ دی گئیں اور اس طرح پانڈے کا آخری موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا۔

افسوس ہے کہ جموں کی فوجیں جب سے اپنے پہاڑی مقامات سے نکلی ہیں، نہ صرف بالکل ناکام رہیں بلکہ کشن گنج میں پانڈیوں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھ سے ۴ توپیں بھی جاتی رہیں۔ اور اس کی وجہ سے انہوں نے ریڈ کے بازوؤں کو خطرے میں ڈال دیا۔ اگرچہ خبر صحیح ہے تو دیوان صاحب ہی نے فرار ہونے میں سبقت کی تھی جینڈ کی پیدل فوج کی کارگزاری بہت اچھی رہی۔ آج ہماری پوزیشن (حالت) میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ میگزین پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ اور اب ہمارا تصرف کابلی دروازہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸) جو دوسرے دستہ سے متعلق تھے۔ ۵ لفٹنٹ کرنل ایڈورڈ گریٹ ہیڈ جو آٹھویں پلٹن اور دوسرے دستہ کے ایک حصہ کے کمانڈر تھے بعد میں وہ تعاقب کرنے والے دستہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ مترجم۔

سے لیکر نہر کے برابر اس فوج کی چوکیوں تک وسیع ہو گیا ہے۔ جو میگزین پر قابض ہے شہر کے اس سارے حصہ کو باشندوں نے خالی کر دیا ہے اور (اس لئے) وہاں سے جو روپیہ پیسہ مل سکیگا اپنے قبضہ میں لے لیا جائیگا۔ باغیوں کی ایک معقول تعداد مقتول ہوئی اور میرا خیال ہے کہ بہت ہی کم لوگ بچنے پائے ہیں۔ لیکن کسی عورت کو دیدہ و دانستہ ایذا انہیں پہنچائی گئی۔

کیمپ کی حفاظت کشن گنج کی ناکامی سے ایک حد تک خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ اس پر حملہ کا اندیشہ تھا مگر ہوا نہیں۔ سلیم گڈھ اور شاہی محل پر گولے برسائے جا رہے ہیں میرا خیال ہے کہ کامل کامیابی یقینی ہے۔ ہماری فوج میں مقتول و مجروح دونوں کا شمار ۰۰۰۸ سے کم نہ ہوگا۔ نکلسن کی جان کا سخت اندیشہ ہے۔ ان کے نقصان کی تلافی ناممکن ہے۔ کرنل کیمبل (۵۲ ویں) بھی ناقابل ہو گئے ہیں۔ پورے کرنل جو رہ گئے ہیں ان کے یہ نام ہیں۔ لانگ فیلڈ (۸ ویں) جونز (۶۱ ویں) ڈینس (۵۲ ویں) جنرل ولسن کی بہت کچھ ہمت افزائی کی گئی ہے۔

مسٹر کالون ۹ ویں کو انتقال کر گئے۔

مسٹر ریڈ نے سینئر سولین ہونے کی حیثیت سے اس امر کے متعلق ایک غیر معمولی سرکاری گزٹ شائع کیا ہے کہ انہوں نے شمالی مغربی صوبجات کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ برتریا کے پاس اس کے علاقہ کی وسعت کے مساوی سلطنت موجود ہے۔

آپ کا۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ ۵

---

۴ بریگیڈیئر جنرل جان نکلسن ۲۳ ستمبر کو انتقال کر گئے ۱۲

۵ شمال مغربی صوبجات کے صاحب لفٹنٹ گورنر کا نام ۱۲۔ ۵ ہروے گریٹ ہیڈ۔ (باقی صفحہ آیندہ)

مراسلہ نمبر ۱۲۳- جسے سر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۱ر اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

لاہور ۱۱ر اکتوبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

آپ نے جو پچاس روپئے ڈاک بنگلہ میں اس غریب لڑکی کو دئے تھے میں انہیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک بحفاظت تمام پہنچ گئی ہوگی۔ میں نے سانڈرس کو لکھ بھیجا ہے کہ مولوی رجب علی (صاحب) کو بھیجدیں جو غریب اپنی خدمات کے باوجود عجیب نرغہ میں پھنس گئے ہیں۔ مجھ ملول کو پنجاب میں واپس بلا لینے سے خوشی ہوگی اور وہاں میں ان کے فوائد کا خاص خیال رکھوں گا۔

طوفان ختم ہوگیا اور ہمیں سانس لینے کی فرصت ملی اور جب میں گزشتہ واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ ہم لوگ کس طرح سے ابتک جوں کے توں زندہ موجود ہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کے رحم کی وجہ سے ہم زندہ بچے ہیں۔ یقیناً یہ بات ہماری توقعات سے زیادہ نکلی کہ تمام پنجابی پلٹنیں وفادار ہیں۔ ہزارہ کے بارہ میں مجھے ابھی اطمینان نہیں ہوا۔ مری میں بھی اہم معاملہ رونما ہونے والا تھا اور جیسی کہ میں نے توقع کی تھی معاملات ابھی تک پورے طور پر طے نہیں ہوئے میں پنڈی میں ایک اور فوج بھیج رہا ہوں اور اس فوج کو ہٹا دینا چاہتا ہوں جو لدھیانہ میں ابھی بھرتی کی گئی ہے۔ گو لنیر میں بدانتظامی پھیلی ہوئی ہے۔ اور جنگل بہت گھنا ہے اور باغیوں کو بڑی آسانی سے وہاں جائے پناہ مل سکتی ہے۔ جان پیئں جنہوں نے فوج کی کمان کی تھی سخت بزدلے نکلے۔ اس لئے کہ جب بدمعاش ان کے قبضہ میں تھے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰)۔ (مصنف مراسلہ ہٰذا) ہیضہ میں مبتلا ہونے کے بعد کو اسی مرض میں انتقال کر گئے۔

وہ ان کا کچھ بھی نہ کر سکے۔ اب انہیں بخار چڑھ آیا۔ لہذا انہیں بالضرور واپس آجانا چاہیئے کہ پھر کہیں میں امید کر سکتا ہوں کہ سارے معاملات ٹھیک ٹھیک طے ہو سکیں گے۔

سکھوں کی ان دو پلٹنوں کا کیا حشر ہوا جنہیں رکٹس[1] نے بھرتی کیا تھا؟ مجھے امید ہے کہ انہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہوگا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں لوگوں کی ضرورت سے زیادہ تعریف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اب مجھے اپنی غلطی معلوم ہو گئی ہے لیکن جو کچھ بھی میں کہتا ہوں اس سے میری مراد بھی وہی ہوا کرتی ہے اور میری رائے میں تو آپ نے بہت اچھا کیا کہ ڈویژن کو دائیں جانب رکھا اور فوج کو امداد دی۔ آپ کی چوکی سخت خطرہ میں تھی۔

پٹیالہ نابھہ اور جھینڈ[2] کے لئے جو انعامات ہمیں تجویز کرنے چاہئیں۔ ان پر ذرا اپنے ذہن میں غور و خوض کر لیجئے۔ انہیں بالضرور انعام و اکرام دینا چاہیئے۔ اگر وہ وفاداری نہ کرتے تو ہم کہاں کے رہتے؟

آپ کا صادق

جان لارنس

---

[1] جی۔ ایچ۔ ایم۔ رکٹس ڈپٹی کمشنر لدھیانہ۔

[2] نواب صاحب جھجر اور رئیس دادری رجنیر پر بغاوت کرنے کا الزام تھا، ضبط شدہ جاگیریں ان تینوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔